تعارف وتبصرہ

1. Organisation of the Credit Operation Under the Islamic Banking System

(اسلامی بنکنگ کے تحت قرضہ جاتی کارگزاریوں کی تنظیم)

2. Al-Murabaha in Theory & Practice

(المرابحہ - نظریہ اور عمل میں)

مصنف: سید حامد عبدالرحمٰن الکاف ۔ ناشر۔ اسلامک ریسرچ اکیڈیمی۔ کراچی

یہ دونوں مقالے اسلامی بنکاری کے تحت قرضہ کی فراہمی کے مختلف قابل عمل طریقوں کی وضاحت سے متعلق ہیں پہلی نظر میں اول الذکر مقالے کا ٹائٹل ذہن میں کھٹکتا ہے ۔ اسلامی بنک کاری اور مروجہ بنکاری کے بنیادی فرق کو ذہن نشین رکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسلامی بنک محض سرمایہ کے بہاؤ کا ذریعہ نہیں ہوتا بلکہ بچت کاروں کو صنعت کاروں اور تاجروں کی تجارتی جوکھم میں شریک کرتا اور اس کے لیے رابطہ فراہم کرتا ہے ۔ اس لحاظ سے (Credit operation) کی اصطلاح اسلامی بنکنگ کی بنیادی خوبی کو اجاگر نہیں کرتی ۔ مگر چونکہ شرکت و مضاربت کے تحت بھی اسلامی بنکوں کے ذریعہ سرمایہ کا بہاؤ عمل میں آتا ہے لہٰذا ٹائٹل کے عنوان کے لیے گنجائش نکل آتی ہے۔

اول الذکر مقالے میں مصنف کا زیادہ تر زور اس حقیقت کو اجاگر کرنے پر ہے کہ مروجہ بنکوں کا استحصالی کردار سب سے کرنٹ اکاؤنٹ میں جمع شدہ رقومات کے استعمال کرنے میں مضمر ہے بقول مصنف مروجہ سودی بنک کرنٹ اکاؤنٹ کے کھاتہ داروں کو ان کی جمع شدہ رقومات پر کوئی سود ادا نہیں کرتے بلکہ بعض ملکوں میں تو الٹا سروس چارج وصول کیا جاتا ہے جبکہ ان کھاتوں میں جمع رقوم کا صرف ۳۰ فیصد حصہ روزانہ کے لین دین کی ضروریات کے لیے کافی ہونے کی وجہ سے بقایا ۷۰ فیصد بنک کے ذریعہ قلیل المدت و درمیانی مدت کے سرمایہ کاری منصوبوں میں استعمال کیا جاتا ہے اور اس پر حاصل شدہ سود کی رقم بنک کلی طور پر خود ہڑپ کر لیتا ہے ۔ اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے مصنف نے اسلامی بنکوں کے ذریعہ کرنٹ اکاؤنٹ میں جمع رقومات کو منجمد رکھنے یا غیر تجارتی مگر فلاحی قرضوں میں استعمال کرنے کے بجائے انھیں منافع کے مقصد سے سرمایہ کاری کے کاموں میں استعمال کرنے کا مشورہ دیا ہے ۔ مصنف نے زمانہ جدید کی بنکنگ کے تحت رواج یافتہ سہ فریقی مالیاتی رشتہ (بچت کار، بنک، صنعت کار) میں بنک کے کردار کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے زمانہ قدیم کی دو فریقی مضاربت (بچت کار و تاجر) کے برعکس سہ فریقی مضاربت پر مبنی شرکت کے دو ماڈل خاکے پیش کیے ہیں اور اس بات کی وضاحت کی ہے کہ تینوں فریقوں کے مابین حاصل شدہ منافع یا نقصان کی تقسیم کس طرح کی جا سکتی ہے اور اس تقسیم کے اثرات فریقین کی معاشی فلاح پر اور کل معیشت پر کس قسم کے

مرتب ہوں گے۔

کرنٹ اکاؤنٹ میں جمع شدہ رقومات کو منافع کے مقصد سے سرمایہ کاری کے لیے استعمال کرنے کی سفارش، اختلافی نوعیت کی ہے۔ بعض علماء نے رقومات کو محض امانت تصور کرتے ہوئے انھیں اسلامی بنک کے ذریعہ صرف فلاحی قرضوں میں استعمال کرنے کی حد تک درست مانا ہے۔ مصنف نے اس اختلاف کا محض تذکرہ کرنے کی حد تک اپنی بحث کو محدود رکھا ہے۔ اگر علماء کی رائے کے حق میں جو دلائل لائے جاتے ہیں ان کا تجزیہ کیا جاتا اور اپنی سفارش کے حق میں جو دلائل ہوں انھیں تفصیل سے پیش کیا جاتا تو یہ کتاب اپنی افادیت کے لحاظ سے مزید بہتر ہو سکتی تھی۔ مصنف بذات خود ایک بنک سے وابستہ ہیں اور عملی تجربہ رکھتے ہیں اس لحاظ سے انھوں نے جو لائحہ عمل پیش کیا ہے وہ اہمیت کا حامل ہے۔ مقالہ میں طرز تحریر بعض جگہ الجھنیں پیدا کرتا ہے اور چھپائی کی غلطیاں بار بار کھٹکتی ہیں۔

دوسرے مقالہ میں مرابحہ اور بیع معجّل کو اصول اور اس کے رواج کی روشنی میں زیر بحث لایا گیا ہے۔ اصطلاح کے لحاظ سے ایک خریدار یا موکل اور کسی بنک یا مالی ادارے کے درمیان ایسا معاہدہ مرابحہ کہلاتا ہے جس میں بنک یا مالی ادارہ موکل کے لیے مشین یا اشیاء صرف اپنے سرمایہ سے خریدتا ہے اور موکل سے طے شدہ وقت میں یک مشت یا قسطوں کی شکل میں کل قیمت خرید کے ساتھ ساتھ کچھ مناسب منافع بھی حاصل کرنے کا مجاز ہوتا ہے۔

عملی افادیت کے نقطۂ نظر سے یہ مقالہ بھی بہت اہمیت کا حامل ہے۔ ترقی یافتہ نیز ترقی پذیر معیشتوں میں اشیاء صرف (Consumer durables) جیسے کار، فرج، مکان وغیرہ کی خریداری کے لیے صارفین عام طور پر کسی مالی ادارے یا بنک کو اپنے اور فروخت کنندہ (Dealer) کے درمیان ایک فریق بناتے ہیں۔ تاکہ بنک اپنے قرضہ سے اس خرید کو ممکن بنا سکے۔ بعد میں خریدار اس درمیانی مالی ادارے کو قسطوں کی شکل میں قیمت خرید اور اس پر سود کی رقم ادا کرتے ہیں۔ یہ رواج روز بروز وسیع ہوتا جا رہا ہے۔

مصنف نے مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر اس طرح کی خرید کو سود کی لعنت سے پاک کرنے کی کئی عملی تجاویز مرابحہ کے زیر عنوان پیش کی ہیں۔ ان تجویزوں میں ریاضی خاکوں کی مدد سے مصنف نے خرید شدہ اثاثہ جات کے استعمال کے نتیجہ میں حاصل ہونے والے منافع اور اس میں مضمر خطرات (Risks) کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔

مقالہ میں چار ابواب ہیں۔ پہلے باب میں مرابحہ کی فقہی حیثیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ دوسرے باب میں بنکنگ کے جدید طریقۂ کار کے تحت مرابحہ کے اصول کو اپنانے پر بحث کی گئی ہے تیسرے باب میں مندرجہ بالا مسئلہ کے حل تجویز کیے گئے ہیں اور آخری باب میں ڈاکٹر سمیع محمود کی تجویزوں پر تنقیدی نظر ڈالی گئی ہے۔

یہ دونوں ہی مقالے اسلامی بنکنگ کے عملی مسائل سے متعلق ہیں اور مصنف کے بنکاری کے عملی تجربہ کی روشنی میں تحریر شدہ ہیں۔ اس نسبت سے یہ دونوں ہی مقالے اسلامی مالی اداروں، غیر سودی سوسائٹیوں، بنکوں اور عام قارئین کی ضروریات کو پورا کرتے ہیں۔

محمد طاہر بیگ